سید ابرار حسین بلخی امیدوار ناظم حلقہ 14

انٹرویو:

پیغام تنظیم: سوالات پوچھنے سے پہلے آپ سے گزارش ہے کہ قارئین کیلئے اپنا مکمل اور ایک مختصر سا تعارف کرائیں۔

ج: میرا نام سید ابرار حسین ہے، جیسا کہ آپ کو معلوم ہے، اس سے پہلے میری وابستگی جو ہے خصوصی طور پر ایچ ایس ایف کے ساتھ، بطور سیکریٹری جنرل اور جوائنٹ سیکریٹری کے میں وہاں پہ کام کر چکا ہوں۔

پیغام تنظیم: آپ کی تعلیم کیا ہے، آپ کا مضمون کیا رہا ہے، کیا آپ مطالعہ کرتے ہیں، اگر ہاں تو کن کو اور اگر نہیں تو کیوں؟

سید ابرار بلخی: بلوچستان یونیورسٹی سے میں نے ایم اے سوشل ورک کیا ہے، اور ایک سال تک میں نے انگریزی ادب بھی پڑھتا رہا ہوں۔ اکثر میرا موضوع مطالعہ جو ہے وہ ادبی کتابیں رہی ہیں۔ زیادہ تر سیاسی کتابیں بھی نہیں پڑھی میں نے۔ ادب میں نثر مجھے زیادہ پسند ہے۔ قرۃ العین حیدر ناول میں اور انگریزی میں چارلز ڈکن کو۔

پیغام تنظیم: آپ کا تعلق ایچ ڈی پی سے ہیں، آپ ایچ ڈی پی کے چند نظریاتی اور سیاسی نکات کو جو ہماری قوم کیلئے مفید ہو بیان کریں؟

سید ابرار بلخی: دیکھیے ہزارہ ڈیموکریٹک پارٹی جو ہے اس کا وجود اس بات کا بین ثبوت ہے کہ مختلف منتشر گروہ جو ہزارہ قوم میں موجود تھے۔ اس سے پہلے ان کی وابستگی تھی مختلف پلیٹ فارم سے، تو ان کا وجود یعنی اس کو ایک شکل دی ہے۔ ہزارہ ڈیموکریٹک پارٹی جیسا کہ نام سے ظاہر ہے، ایک لفظ جو ہم نے اس میں شامل کی ہے، جو میرے خیال سے نئی بھی ہے، وہ ہے ڈیموکریسی یا جمہوریت کی ہے۔ ہمارا بنیادی ایمان جمہوریت پہ ہے۔ یعنی ہم نے ہمارا ماضی کی دوسری مثال ہے جو ہمارے سامنے رہی ہے۔ شاید ڈیموکریسی کا جو لفظ ہم لوگوں نے استعمال کیا ہے، اس کا بنیادی محرک یہی ہے کہ ہم لوگوں نے اس قسم کی جو غیر جمہوری فضا جو دوسرے ادارے تھے۔ ہوسکتا ہے ہمارے سابقہ ادارے جو اس میں آج شامل ہے، ان میں ایک قسم کی غیر جمہوری فضا تھی۔ ہم نے کوشش کی کہ ڈیموکریسی کلچر کو فروغ دیا جائے۔ اور ہزارہ قوم کے ووٹ کیلئے کام کیا جائے اس سلسلے میں ہم نے جو کام کیا ہے وہ آپ لوگوں کے سامنے ہے۔

پیغام تنظیم: آپ کا پسندیدہ کلر یا رنگ کونسا ہے؟ کون سا کھیل پسند کرتے ہیں، اور کون پسندیدہ کھلاڑی ہے، پسندیدہ خوراک کیا ہے؟

سید ابرار بلخی: معین میں نے فیصلہ نہیں کیا آپ کہہ سکتے ہیں سیاہ۔ کھیل فٹ بال بہت ہی پسند ہے کیوں کہ یہ ایک عوامی کھیل ہے کھلاڑی فی الحال نہیں بتا سکتا۔ موجودہ پلیر مجھے نہیں معلوم۔

پیغام تنظیم: ہزارہ قوم کے اندر آپ کا پسندیدہ سیاستدان یا شخصیت کون ہے اور کیوں، ملکی سطح پر آپ کس جماعت کی سیاست کو پسند کرتے ہیں؟

سید ابرار بلخی: ہزارہ قوم میں فی الوقت جو سیاست سیاسی شخصیات ہیں میرے خیال سے میرا جوان میں سے کسی کے ساتھ ذاتی رابطہ رہا ہے تو آزادانہ طور پر میں کہہ سکتا ہوں ابراہیم ہزارہ سے میں متاثر ہوں۔ البتہ وہ بہت نظریاتی ہے وہ لوگ وہ باتیں جو وہ کرتے ہیں تقریباً ہمارے معاشرے کی اکثریت اسے قبول نہیں کرتے۔ ملکی سطح پر آپ کہہ سکتے ہیں پیپلز پارٹی، جو سابقہ پیپلز پارٹی تھی موجودہ نہیں۔

پیغام تنظیم: آپ کو کب اور کس بات پر غصہ آتا ہے، اور آپ اپنے غصے پر کیسے قابو کرتے ہیں؟

سید ابرار بلخی: غصہ، مجھے مختلف باتوں پہ آتا ہے، یہ تو وہی ٹیپیکل سوالات ہوتے ہیں ایسے۔ مگر میں خود ذاتی طور پہ میں اس کا تعین نہیں کر سکتا کہ کس بات پہ غصہ آتا ہے۔ مختلف اوقات پہ مواقع میں اور کسی بات پہ بھی غصہ آسکتا ہے۔ آدمی کو کسی بھی بات پہ غصہ آسکتا ہے۔ غصے پہ قابو کرنے کیلئے چپ رہتا ہوں۔

پیغام تنظیم: جمہوری اقدار کو فروغ دینے کیلئے ہمیں کن اصولوں پر عمل ہونا چاہیے۔

سید ابرار بلخی: بنیادی طور پہ ایک جمہوری کلچر کو فروغ دینا چاہیے۔ جس کا لازمہ یہ ہے کہ ایک جماعتی سوچ لوگوں میں ڈویلپ ہو، ایک جماعتی سوچ وہ پروان چڑھے۔ جو طبقہ واریت یا طبقاتی نظام ہم اپنے ارد گرد دیکھ رہے ہیں، یہ زہر قاتل ہے، اس کو ختم ہونا چاہیے۔

پیغام تنظیم: آپ آزادی تحریر اور آزادی تقریر کے کس قدر حامی ہے، کیا آزادی تحریر اور آزادی تقریر کے بغیر جمہوری روایات فروغ پا سکتی ہیں؟

سید ابرار بلخی: بالکل نہیں ہو وہ جمہوریت کیلئے آزادی تحریر اور آزادی تقریر ایک حیاتی اہمیت کا حامل ہے۔

پیغام تنظیم: آپ صدر جنرل مشرف کی خارجہ پالیسی کو کس طرح سے دیکھتے ہیں، نیز ملک میں کس سیاسی جماعت کو آئندہ انتخابات میں کامیابی کے قریب دیکھتے ہیں۔

سید ابرار بلخی: صدر پرویز مشرف کی جو داخلی پالیسیاں ہیں اس میں کچھ تضادات ہیں۔ مگر ایک Coherent Role نہیں ہے، اس میں اس قسم کے تضادات موجود ہیں اس میں مختلف مبصرین نے مختلف اوقات میں اشارہ بھی کیا ہے۔ البتہ خارجہ پالیسی جو ہے، خارجہ پالیسی جو ہے میں کافی حد تک مشرف صاحب کی خارجہ پالیسی سے متفق ہوں۔ یہ تو عوام پہ منحصر ہے، پاکستان میں اب تک مثال نہیں ہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ انیس سو ستر میں شفاف انتخابات ہوئے تھے۔ البتہ شفاف انتخابات کیلئے لازمی یہ ہے کہ ایک آزادانہ الیکشن کمیشن کا قیام ہو۔ جو کہ مختلف قومی پارٹیوں کا ایک جو مطالبہ ہے وہ یہی ہے۔ تو آزادانہ الیکشن کمیشن کے قیام کے بعد ہی ایک آزادانہ اور شفاف انتخابات ہوسکتے ہیں۔ ماضی میں جو بھی انتخابات ہوئے ہیں اس میں نہیں کہا جاسکتا، کیونکہ اس میں کافی حد تک دھاندلی اور خفیہ ایجنسیوں کا کردار رہا ہے۔

پیغام تنظیم: کہا جاتا ہے کہ ہر امیدوار سیاست کے میدان میں سب سے پہلے اپنے لئے ایک سیاسی مقام اور رتبہ کیلئے کام کرنے کی کوشش کرتا ہے، اس کے بعد اگر وقت اور سرمایہ بچا تو پھر عوامی مشکلات اور مصائب کی طرف توجہ دینے کی سوچتا ہے، آپ کی کیا رائے ہیں؟

سید ابرار بلخی: ویسے تو لوگ دعویٰ سب ہی یہی کرتے ہیں، جب کوئی چیز عوام کے سامنے آئے جس طرح یہ تحریری چیز یہ ریکارڈیاں آپ لے رہے ہیں تو دعویٰ سب ہی کرینگے کہ ہم عوام کے خادم ہیں،

تا ہم ہماری حتی المقدور ہماری یہ کوشش رہے گی کہ ہم عوام کی خدمت کریں ،البتہ ذاتی منفعت وہ تو بعد کی بات ہے ۔

پیغام تنظیم: آپ کے خیال میں ایک اچھے نمائندے میں کون کون سی خوبیاں ہونی چاہئیے ،اورعوام کو چاہئیے کہ کیسے نمائندوں کا انتخاب کریں ۔

سیدابرارنجفی: جیسا میں نے اس سے پہلے بھی ذکر کیا تو ہمارے جو نمائندے ہمارے ہونے چاہئے ان میں ایک جمہوری سوچ یہ لازمی ہے اور کسی حد تک تعلیم یافتہ بھی ہونا چاہئیے ۔تعلیم یافتہ سے میری مراد یہ ہے کہ صرف ڈگری کی حد تک نہیں، چند لوگ لوگوں پر یہ چھوڑ دیا جائے کہ ان کی جمہوری سوچ کی عملی پہلو کیا ہے، عملی شکل اس کی کیا ہے ۔جمہوریت کیلئے تعلیم لازمی ہے اور جمہوری سوچ کیلئے ہم لوگوں میں لازمی ہے کہ وہ فرسودہ قسم کے خیالات طالبانی قسم کی جو سوچ ہے، اس کو ہمیں رد کرنا چاہئے ۔

پیغام تنظیم: آپ تنظیم کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں اور اس کی کن خدمات اور کارکردگی کو تائید کرتے ہیں؟

سیدابرارنجفی: تنظیم کے ماضی واقعتاً شاندار رہی ہے مگر فی الوقت تنظیم میرے خیال سے جہاں تک میری معلومات ہیں چند ہی افراد کا وہاں پہ، چند ہی افراد کا ٹھا کی طرح پہ بس ۔کوئی اجتماعی کردار بھی نہیں، ورنہ تنظیم والوں نے بھی مختلف فورمز پہ یہ کہا ہے کہ ہم نے سیاسی کردار سیاسی sphere کو ہم لوگوں نے بالکل سائیڈ لائن کیا ہے ۔البتہ یہ رسالے وغیرہ جو ہیں یہ بہت حد تک آپ لوگ کام کر رہے ہیں، البتہ اگر سیاسی سے حوالے سے آپ لوگ کہے تو موجودہ حالات میں مجھے کچھ نظر نہیں آرہا۔

پیغام تنظیم: کیا آپ ''پیغام تنظیم''، ''چہل دختران تاریخ'' اور ''دیدگاہ نسل نو'' کا مطالعہ کرتے ہیں، اگر ہاں تو کیسے لگا ،اور اگر نہیں تو کیوں؟ ان رسالوں کیلئے آپ کیوں نہیں لکھتے؟

سیدابرارنجفی: امام جعفر صادق سینٹر میں میرا کبھی کبھار اس کا سامنا ہوا ہے آپ کے جو رسالے ہیں ۔ورنہ ہمارے دفتر میں آپ کے جو رسالے وہ نہیں آتے، البتہ دوسرے سینٹرز میں آتے ہیں ۔لازمی ہے ہمارے دفتر میں بھی آپ وہ خصوصی طور پر وہ بھیجے ۔خاص طور پر میری زیر مطالعہ نہیں رہی ہے ۔

پیغام تنظیم: ہمارے معاشرے اور کمیونٹی میں واحد یہی تو ماہنامہ رسالے ہیں، آپ کیوں ان کا مطالعہ نہیں کرتے ،اور اس میں کیونکر لکھتے نہیں، اس کی کیا وجوہات ہیں؟

سیدابرارنجفی: دیکھیے، اکثر جو اس قسم کی رسالے ہیں، وہ کوئٹہ اور بلوچستان کی سطح پہ عام طور پر میری زیر مطالعہ نہیں رہی ہے ۔پاکستان کی سطح پر میں جنگ اخبار کی حد تک جو ایک انٹرنیشنل اخبار ہے کالم وغیرہ پڑھتا ہوں ۔اور ہفتہ وار ڈان کا انگریزی ایڈیشن میں پڑھتا ہوں ۔

پیغام تنظیم: جس حد تک آپ نے پیغام تنظیم کو پڑھا ہے، وہ کیسے لگا؟

سیدابرارنجفی: معیار کے نہیں ہے ۔جو رسالے ہم اپنے اردگرد دیکھتے ہیں یہ اس معیار کے نہیں ہے ۔اس میں مثلاً اگر آپ کو برا نہ گزرے ،اس میں ایک خاص سوال جو میں نے دو تین ایڈیشن پڑھے ہیں پیغام تنظیم کے، تو اس میں ایک سوال یہی تھا کہ جو آپ نے ابھی مجھ سے پوچھا، کہ آپ کی پسندیدہ سیاسی شخصیت کون ہے ۔تقریباً ہر جگہ اس قسم کی یکسانیت پائی گئی ہے کہ غلام علی حیدری ۔تو یہ ایک قسم کی فورمیٹ ایک قسم کی یکسانیت ہے ۔جو بہت حد تک آدمی کو روکتا ہے کہ آدمی یہ رسالہ پڑھے ۔اس میں تنوع ہونا چاہئیے ۔اس میں مختلف الخیال گروہوں، اس میں یہ آپ کی طرف سے کاوش جو ہے قابل تعریف ہے ۔

پیغام تنظیم: تنظیم کی اتنی کارکردگی کے باوجود اگر لوگ یہ کہتے ہیں کہ ''تنظیم نے کیا کیا؟'' اسے کیا کہا جائے ، بے خبری یا تعصب پر مبنی تنگ نظری ۔اگر بے خبری ہے تو اتنے پمفلٹس، رسالوں میں مختلف مضامین اور جلسوں میں تقاریر کے باوجود ایسے بے خبر عوام کو کس طرح سے آگہی دی جاسکتی ہے، مشورہ دیجیے ۔

سیدابرارنجفی: جیسا میں نے اس سے پہلے بھی کہا کہ تنظیم کے ماضی کے بارے میں جو ہے شاید آدمی بطور خاص ایچ ڈی پی کے جو سب اراکین ہے، وہ سبھی تنظیم ہی میں رہے ہیں اس سے پہلے ۔وہی سوچ ہماری جو اس زمانے کی تنظیم تھے ۔سوچ میں بہت حد تک یکسانیت، بہت حد تک متفقہ نکات پہ ہم سب کا اتفاق تھا، مگر موجودہ حالات کی میں بات کرتا ہوں، وہ تو سب کے سامنے میں، وہ میں عوام پہ چھوڑتا ہوں، وہ میں آپ پہ چھوڑتا ہوں ۔عوام خود فیصلہ کریں کہ میں تعصب سے کام لے رہا ہوں، یا یہ ایک Objective یا معروضی میرا بیان ہے ۔

پیغام تنظیم: آپ بحیثیت ایچ ایس ایف کے جنرل سیکرٹری کے یہ بتائیے کہ ایچ ایس ایف کس سن میں وجود میں آیا، اور اس کا پہلا صدر کون تھا، اب تک ایچ ایس ایف کے کتنے صدور گزرے ہیں؟

سیدابرارنجفی: البتہ جہاں تک میری معلومات ہیں 1967ء میں، پہلے یہ HSO کے نام سے تھا ۔پہلا صدر اس بارے میں مجھے نہیں معلوم ۔ایچ ایس ایف کافی حد تک ایک چلدار ادارہ رہا ہے، اس میں اس قسم کی بات نہیں تھی کہ ایچ ایس ایف میں بھی جو تھے وہ ایک ہی قسم کے لیبل یا سوچ یا ایک ہی طبقے کے نمائندے ہو، اس میں مختلف الخیال لوگ آئے ہیں اور یہ باعث فخر بات ہے ۔

پیغام تنظیم: ایچ ایس ایف کافی عرصہ تک تنظیم کے اندر بھی رہا، اس کے بعد نکل کر اب ایچ ڈی پی کا ذیلی شاخ بنا ہوا ہے، کل کو کسی اور سیاسی گروپ کے ساتھ جانے کا ارادہ تو نہیں رکھتے؟

سیدابرارنجفی: یہ تو حالات پہ منحصر ہے، اگر حالات اس قسم کا رخ لے لیتے ہیں تو اس میں کسی قسم کا مذائقہ نہیں ۔نام بدلنے سے کیا، نام بدلنے سے کیا ہوتا ہے ۔

پیغام تنظیم: ایچ ایس ایف طلباً اور طالبات کے مسائل کو کس حد تک حل کرنے کی کوششیں کر رہی ہے، نیز یہ کہ آپ کی طرف سے کوئی خاص علمی سرگرمی کیونکر نظر نہیں آرہی ہے؟

سیدابرارنجفی: ایچ ایس ایف ۔اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ گزشتہ دو تین سال ،یا پانچ سال گزشتہ یا گزشتہ ایک عشرے کو آپ لے لیں ۔جہاں تک میرا اپنا، جہاں تک میں نے خود دیکھا ہے، اعلیٰ تعلیمی اداروں میں، اعلیٰ تعلیمی درسگاہوں میں، ہماری اس جس معقول تعداد میں جو پہلے ایچ ایس ایف جس زمانے میں بہت Active ہوا کرتا تھا، جس زمانے میں فعال سیاسی ادارے کا، قومی سطح پہ سیاسی کردار ادا کرتا تھا، ایک مین پولیٹیکل پارٹی تھا ۔تو اس زمانے میں اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ طلباً اور طالبات ایک بڑی تعداد میں یونیورسٹی میں پڑھتے تھے ۔1993 کی بات ہے، ساتھ اگر تناسب دیکھا جائے، یونیورسٹی میں ساٹھ پچاس طلباً تقریباً پڑھتے تھے، طالبات کی تعداد صرف چار تھی ۔مگر آج جو حالات ہے، آپ دیکھیے کہ ساٹھ ستر طالبات پڑھتی ہیں اور لڑکے جو ہیں ان کی تعداد تقریباً بیس پچیس تک بنتی ہے ۔

پیغام تنظیم: کیا آپ کی سرگرمیوں کے نہ ہونے کی وجہ یہ کم تعداد ہے؟

سیدابرارجُنجی: بہت حدتک، مثلاً آج ہماری پارٹی جو ہے جیسا کہ میں نے پہلے کہا ہے، کہ جب ایچ ڈی پی نہیں بنا تھا، اس زمانے میں ایچ ایس ایف ایک مین پولیٹیکل پارٹی کا کردار ادا کر رہا تھا، اب وہی کام ایک حدتک ایچ ڈی پی ادا کر رہا ہے، البتہ جتنے مسائل کالجز اور یونیورسٹی کی حدتک ہمارے سامنے آتے ہیں، حتالمقدور ہم نے حل کرنے کی کوششیں کی ہیں۔

پیغامِ تنظیم: ایچ ایس ایف اپنے شہید رہبر یعنی ابراہیم شہید کی برسی کو کیونکر نہیں منا رہے ہیں، اس کی کیا وجوہات ہیں؟

سیدابرارجُنجی: اس سال بھی منایا، شاید یہ آپ لوگوں کی کم علمی ہے، اور یہ گزشتہ ہم consecutive یعنی مسلسل یعنی تسلسل کے ساتھ ہم منا رہے ہیں۔ اب یہ دوسری بات ہے کہ پچھلے سال ہم لوگوں نے ابراہیم شہید کانفرنس لیا تھا، اس سال کانفرنس نہیں لیا۔ ہم تو کبھی قبرستان پہ جاتے ہیں تو کبھی ایک تعزیتی اجلاس جس میں ہم جو ہمارے مختلف لیڈرز ہیں، ان کو ہم بلاتے ہیں کہ وہ تقریر کریں۔

پیغامِ تنظیم: اچھا! یہ بتایئے کہ اس سال ابراہیم شہید کی برسی پر اخبارات میں کتنے مضامین شائع ہوئے؟

سیدابرارجُنجی: مضامین اس بار ہماری طرف سے شائع نہیں ہوئے۔

پیغامِ تنظیم: کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ایچ ایس ایف طلبأ کے علمی اور نصابی سرگرمیوں سے زیادہ ان میں لیفٹسٹ خیالات کی ترویج کر رہی ہے؟

سیدابرارجُنجی: موجودہ حالات میں اگر آپ دیکھیے، لیفٹسٹ خیال ایچ ایس ایف، اگر، اگر یہ موجود ہے، یہ میرا ذاتی رائے ہے یہ اگر ہمارے طلبأ میں لیفٹسٹ خیالات کسی حدتک در آئے، ان کے کردار میں، ان کی سوچ میں تو میرے خیال سے بہت حدتک یہ ایک مثبت فکر ہے۔ البتہ وہ نہیں ہے، بمتاسفانہ یہ چیز بہت حدتک موجود نہیں ہے۔

پیغامِ تنظیم: آپ اپنی سوچ کے مطابق مذہب کی کس طرح سے تشریح کرتے ہیں اور سیاست و مذہب کی جوڑ کو کس طرح دیکھتے ہیں؟

سیدابرارجُنجی: مذہب کی تشریح تو ایک علیحدہ مسئلہ ہے۔ مختلف لوگ مختلف انداز میں کرتے ہیں۔ میرے خیال سے یہ ایک ذاتی قسم کا مسئلہ ہے۔ البتہ سیاست اور مذہب کا جو باہمی تعلق ہے۔ میں بنیادی طور پر بالکل ایک سیکولر اور لادین جس کی اردو میں ترجمہ لادین کرتے ہیں عام طور پر سیکولر ہی سیکولر ہی صحیح لفظ ہے۔ سیکولر، سیکولرازم کا میں بہت حدتک قائل ہوں۔ اور سیکولرازم کی قائل ہونے کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ مطلب میں قرآن سے یا اسلامی تعلیمات سے کوئی ایسے Decree یا اس قسم کا فتویٰ نہیں دے سکتا کہ اسلام نے ہی ہم لوگوں کو یہ کہا ہے کہ آپ سیکولرازم یا فلانہ فلانہ یا اسلام خود ایک سیکولر ہے۔ بہت حدتک اسلام میں رواداری وغیرہ بہت حدتک اسلام میں سیکولرازم کی گنجائش ہے۔

پیغامِ تنظیم: بحیثیت ایچ ایس ایف کے جنرل سیکریٹری کے آپ نیشنلزم اور کمیونیزم میں سے کس کو ہماری قوم اور اجتماع کیلئے بہتر سمجھتے ہیں؟

سیدابرارجُنجی: دیکھیے! یہ ایک بنیادی مغالطہ ہے جو ابھی تک میرے خیال سے سبھی لوگ اس میں مبتلا ہے، وہ کمیونزم اور نیشنلزم کو ایک ساتھ کر کے دیکھتے ہیں۔ اس کا جائزہ لینے کی کوشش کرتے ہیں یہ ایک عجیب بات ہے۔ یہ وہ۔ یہ ایک مغالطہ ہے۔ جو بالکل غلط بات ہے۔ نیشنلزم آپ کو ایک فریم ورک بالکل نہیں دیتا مثلاً معاشی جو آپ کے معاشی مسائل ہیں، آپ کے جو سماجی مسائل ہیں، کسی حدتک سماجی مسائل کے بارے میں اس کے اپنے خیالات ہیں۔ نیشنلزم کے بارے میں مختلف اقوام کی جو تحریکیں ہیں، قومی تحریکیں ان کی رہی ہیں، بعض اوقات ان کے مفادات متضاد رہے ہیں۔ جبکہ کمیونزم اور سوشلزم کے اپنے بنیادی چارٹرز ہیں۔ ان کا اپنا جو فلسفہ ہے، وہ تقریباً ہر جگہ ایک قسم رہے ہیں۔ میں آپ کے اس رسالے کے توسط سے یہ بات واضح کرنا چاہتا ہوں کہ دوبارہ یہ کمیونزم اور نیشنلزم کو باہم ایک ساتھ گڈمڈ نہ کیا جائے۔ ہوسکتا ہے کہ ایک نیشنلسٹ تحریک وہ اگر ایک حکومتی نظام کی تشکیل کرے، وہ بالکل کمیونسٹ ہوسکتا ہے۔ وہ جمہوری بھی ہوسکتا ہے۔ وہ لادین بھی ہوسکتا ہے۔ وہ کسی بھی شکل میں ہوسکتا ہے۔ یہ ایک بنیادی مغالطہ ہے کہ ضرور آپ اسے چھاپ دے۔

پیغامِ تنظیم: کیا یہ سچ نہیں ہے کہ ایچ ایس ایف کے اکثر اراکین کمیونیزم پر یقین رکھتے ہیں اور وہ بھی اسی حدتک کہ جس قدر ایک عام مسلمان اسلام سے بےخبر ہو کر اسلام پر یقین رکھتا ہے؟

سیدابرارجُنجی: نہیں یہ بالکل غلط ہے اگر موجودہ ایچ ایس ایف کی جو جنرل باڈی ہے، اس کے جو اراکین ہیں، اگر آپ دیکھیے اس میں سبھی ایسے لوگ ہیں، اکثریت ہی ایسے لوگ ہیں جو صوم وصلواۃ کے پابند ہیں۔ وہ آپ جانماز بھی دیکھ رہے ہیں یہاں پہ۔ یہ صرف ایچ ایس ایف کے دفتر سے آیا ہے۔ تو ایسے لوگ ہیں، نہ ہم انھیں منع کرتے ہیں، نہ ہم انھیں اس قسم کی تبلیغ کرتے ہیں کہ آپ ضرور نماز پڑھیں۔ کمیونسٹ قسم کے لوگ فی الوقت اپنے جوہری شکل میں اپنے بنیادی شکل میں کمیونسٹ ہمارے جو فولڈ میں موجود نہیں ہے۔

پیغامِ تنظیم: بطور جنرل سیکریٹری ایچ ایس ایف کے آپ اپنی کوئی کارکردگی بتایئے، نیز آپ کتنے عرصے کیلئے ایچ ایس ایف کے جنرل سیکریٹری کے عہدے پر فائز رہے ہیں؟

سیدابرارجُنجی: یہ میرا دوسرا سال ہے۔ چونکہ اس دوران میں یونیورسٹی کا ایک طالب علم بھی رہ چکا ہوں اس دوران، تو وہاں جس قسم کے مسائل ہیں یا جو دوسری برادری کے لوگ ہیں جیسے پشتون، بلوچ، بہت حدتک ہم نے کوشش کی ہے کہ ایک قسم برادرانہ فضا کو فروغ دیا جائے۔ اس سلسلے میں میری ذاتی کوششیں رہی ہیں۔

پیغامِ تنظیم: آپ اس کم عمری میں ہی کیونکر سیاست کے پرپیچ میدان میں اُتر آئے ہیں، کیا یہ آپ کے مطالعے اور خود کو بنانے کا وقت نہیں؟

سیدابرارجُنجی: دیکھیے! اگر سیاست میں آدمی آتا ہے تو یہ اس شرط پہ نہیں کہ آدمی مطالعہ کرنا چھوڑ دے۔

پیغامِ تنظیم: لوگ کہتے ہیں کہ آپ ایک بے روزگار نوجوان ہے، پارٹی کے اندر سے آپ کو ایک مہرے کی طرح استعمال کیا جا رہا ہے، آپ کی کیا رائے ہیں؟

سیدابرارجُنجی: اس قسم کی بات بالکل نہیں ہے، اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ اگر آپ تقابلی امیدواروں کہ جسکے آپ نے انٹرویو بھی کیے ہیں۔ اگر آپ خود غیر جانب دار ہو کے سوچے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ ایک مہرہ اس قسم کی باتیں نہیں کرسکتا۔ البتہ بالکل مجھے معلوم ہے کہ لوگوں میں اس قسم کی باتیں ہوں گے۔ وہ پارٹی کا نام بھی نہیں لینگے ایک مخصوص شخصیت کا نام لینگے کہ یہ فلاں شخص کا مہرہ ہے۔ اس سلسلے میں میں کیا کرسکتا ہوں۔ میرا ماضی کا کردار لوگوں پہ واضح ہے۔ کسی نے بھی مجھے آج تک کسی قسم کا مہرہ یا ایک مقید قسم کا شخص نہیں دیکھا۔ میں بالکل آزاد رہا ہوں، اب بھی آزاد ہوں۔ ہماری جماعت کی طرف سے جو الیکشن کمیٹی تشکیل ہوئی تھی انکا اکثریت فیصلہ یہی رہا ہے کہ میں الیکشن لڑوں۔ اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ جو اس کیلئے محرک بنی کہ میں اس پرپیچ میدان میں جسطرح آپ نے کہا وہ یہ کہ حالانکہ ہمارا حلقہ سب سے بڑا حلقہ ہے۔ اس میں بڑے بڑے رہنما جیسے آپ کے غلام علی حیدری صاحب، جواد نثار، ابراہیم ہزارہ ہے، اسی طرح مذہبی رہنما کو دیکھا جائے تو توسلی صاحب کا تعلق بھی

اسی حلقے سے ہیں مگر یہ ایک قسم کا قحط الرجال تھا۔ یہ گھٹن کی جو فضا تھی، میں خود اس میں داخل ہوا ہوں۔ اب آپ دوسرے امیدواروں کو دیکھیے۔ ان کا کیا ہے کہ وہ دیکھتے ہیں کہ کون کس کا بیٹا ہے، ان کے پاس کتنا روپیہ ہے۔ میں اپنی طرف سے واضح طور پر یہ ذکر کروں، ہماری پارٹی والوں سب کو معلوم ہے کہ میں نے جواد صاحب سے اور پارٹی والوں سے پہلے بھی کہا تھا کہ میرے پاس روپیہ نہیں ہے، میں فائنس نہیں کر سکتا اس الیکشن وغیرہ کو تو یہ سب پارٹی کی ذمہ داری ہے۔ میری اپنی جیب سے کچھ بھی نہیں جا رہا۔

پیغام تنظیم: یہ ایک حقیقت ہے کہ انتخابات میں بہت سارا خرچہ بھی ہوتا ہے، جس کی خاطر حکومت کی طرف سے اس پر ایک حد تک پابندی بھی عائد کی گئی ہے، آپ نے اپنے انتخابات کیلئے کتنی رقم مختص کیے ہیں، جبکہ آپ ابھی تو خود اپنے والدین پر انحصار کر رہے ہیں؟

سید ابرار ثنجی: رقم میں نے مختص نہیں کیا ہے۔ پارٹی، ہم کیا کریں گے کہ ایک مشترکہ قسم کا پمفلٹ شائع کریں گے کہ جو میری اور پوری پارٹی امیدواروں کی نمائندگی کرے، ہم البتہ اس طرح نہیں کریں گے کہ لنگرو غیرہ لگائیں اور بریانی کی دیگیں کھلائے۔ یہ نہیں ہوگا ہمارے کیمپوں میں۔

پیغام تنظیم: یہ بھی سننے میں آیا ہے کہ آپ سے پہلے ایچ ڈی پی اپنے کسی سینئر نمائندے کو اس حلقے میں امیدوار کے طور پر لانا چاہتے تھے، لیکن پارٹی کے اندر سیاسی سوچ اور نظریاتی اختلافات کے نتیجے میں ہی آپ کی نامزدگی ہوئی ہے، آپ کی کیا رائے ہیں؟

سید ابرار ثنجی: نامزد نہیں کیا جا چکا تھا، یہی تو بات ہے نا کہ الیکشن کمیٹی کے سامنے مختلف آپشنز تھے، وہ مختلف آپشنز کو ایکسپلور کر رہے تھے۔ ہمارے ایسے سینئر دوست تھے جنھیں آنا چاہیے تھا، ان کی ذاتی مجبوریاں تھی جو اس سلسلے میں رکاوٹ بنی، یا حائل ہوئی۔ اگر وہ نہیں آئے تو ایک قسم سلاط بھی نہیں کرنا چاہیے۔

پیغام تنظیم: یہ بھی کہا جا رہا ہے، کہ آپ کے اپنے خاندان کے افراد آپ کی حمایت نہیں کر رہے ہیں اور یہ کہ آپ سے زیادہ آپ کی طرف سے کمپئین سابقہ نائب ناظم زرغون ٹاؤن عبدالخالق چلا رہے ہیں، اس کی کیا وجہ ہے؟

سید ابرار ثنجی: اگر عبدالخالق ہزارہ میرے ساتھ کام کر رہا ہے، تو اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ میں بھی ہزارہ ڈیموکریٹک پارٹی کا ایک رکن ہوں، اور ہم خیال ہیں، ایک ہی پارٹی کے رکن ہیں۔

پیغام تنظیم: کیا آپ کو آپ کے اپنے اہل خانہ کے افراد کا تعاون آپ کو حاصل ہے؟

سید ابرار ثنجی: بالکل، اور اگر، مثلاً میں اگر دوسروں کی بات کروں، اگر افراد خانہ کی حمایت حاصل نہیں ہے، تو لازمی نہیں ہے، آپ اجتماعی کام کر رہے ہیں، ابھی آپ نے اجتماعی مفادات کی بات کی، اگر افراد خانہ کی حمایت آپ کو حاصل ہو، تو اس کا مطلب یہی ہے کہ شاید آپ افراد خانہ کیلئے ہی کام کرنا چاہتے ہیں۔ اگر آپ ناظم بنے گے تو آپ اپنی اس فیملی یا اپنے اس خاندان کے ناظم نہیں بنے گے۔ آپ اپنے حلقے کے ناظم بنے گے۔

پیغام تنظیم: کیا یہ سچ نہیں ہے کہ دوسرے ناظمین کے مقابلے میں آپ کے سپورٹر کی طرف سے لوگوں کا استقبال ٹھنڈے آموں سے کیا جا رہا ہے، آم کا موسم بھی جانے والا ہے، اس کے بعد کس فروٹ سے تواضع کا پروگرام ہے؟

سید ابرار ثنجی: (ہنستے ہوئے) آم آم، جہاں تک میرا خیال ہے پروپیگنڈے کی بات ہے، دوسری ہمارے حلقوں میں بھی یہ بات کی جاتی ہے کہ وہاں باقاعدہ ہمارے جو دوسرے امیدوار ہیں، ہمارے Counter parts ہیں، وہاں پہ باقاعدہ لنگر لگا ہوا ہے۔ مجھے اس پر بھی یقین نہیں ہے۔ کبھی کبھار، میں نے خود بھی ایک بار، ایک بار وہاں آم کھایا ہے۔ حالانکہ میں بحیثیت ایک امیدوار ہوں۔ اگر آپ دیکھیے تو وہاں پہ تین امیدوار ہیں۔ میں سچی بات کر رہا ہوں، کہ عام طور پر جب ہم رات کو وہاں جاتے ہیں تو صرف چائے اور وہ بھی بغیر شوگر کے ملتا ہے۔ یہ میں بالکل سچی بات کر رہا ہوں۔

پیغام تنظیم: اگر عوام کو آم نہ کھلایا جائے تو کیا کوئی آپ کے سپورٹر کی بات نہیں سنے گے، اگر نہیں تو کیوں اور اگر ہاں تو کیا وجوہات ہیں؟

سید ابرار ثنجی: آم جو کھانے والے ہیں، وہ آم والے ہیں۔ آم کھانے والے وہ جو مخصوص افراد، میں نے بھی آپ سے ذکر کیا کہ میں نے ایک بار آم کھایا تو آم کھانے والے افراد صرف چند افراد ہیں، وہ بھی کبھی کبھار جو اس قسم کا موقع مل جاتا ہے۔ تو اس میں مذائقہ نہیں ہے، اس میں کوئی اخلاقی پابندی بھی نہیں ہے۔ ہم دوسروں کو نہیں کھلاتے۔ ہم دوسروں کو رشوت کے طور پر نہیں کھلا رہے ہیں آم۔

پیغام تنظیم: لوگوں سے اس قسم کے جملے بھی سننے کو مل رہے ہیں کہ "آم کا رنگ زرد ہے" اس جملے کا کیا مطلب ہو سکتا ہے؟

سید ابرار ثنجی: اس کا مطلب تو آپ کا نہی سے پوچھنا چاہیے۔ جس نے یہ بات کی ہے۔ اور میرے خیال سے اس پہ سر دھننا بھی نہیں چاہیے۔

پیغام تنظیم: آپ ایچ ڈی پی کے امیدوار ہے، لیکن پارٹی کا جنرل سیکرٹری بالکل غیر فعال ہے، کیوں؟

سید ابرار ثنجی: نہیں، یہ آپ لوگوں کی رائے ہیں۔ ابراہیم صاحب بالکل فعال ہے، بطور خاص چونکہ ان کا تعلق بھی ہمارے حلقے سے ہیں، کمپیئنگ میں وہ ہمارے ساتھ سب سے پہلے ہونگے، یہ آپ دیکھیں گے۔

پیغام تنظیم: آپ ناصر آباد اور مومن آباد کے مابین چلنے والی بسوں کے ایشو پر کیا موقف رکھتے ہیں؟

سید ابرار ثنجی: بسوں کا کوئی ایشو نہیں ہے، اگر بسوں کا جو اڈہ ہے، اگر اس کو آبادی سے دور مطلب میدانی میں منتقل کیا جائے تو اچھی بات ہے۔ دوسرا میرے خیال میں کوئی ایشو ہی نہیں۔

پیغام تنظیم: جیسا کہ یہ نظام بالکل نیا ہے، آپ بھی بالکل ایک نابالغ سیاسی کھلاڑی کی طرح میدان میں اترآئے ہیں، آپ اس نظام میں کیا کمزوریاں اور کیا کیا خوبیاں دیکھتے ہیں؟

سید ابرار ثنجی: ایک نابالغ سیاسی کھلاڑی کی اصطلاح کی وضاحت ہونی چاہیے، جو آپ نے استعمال کی ہے، بنیادی طور پر یہ نظام بہت اچھا ہے، مگر یہ اپنے ابتدائی مٹیج میں ہے۔ یہ ایک نوزائیدہ نظام ہے۔ اس میں جو لوگ ہیں، اس میں جو ایک قسم کی عدم مطابقت ہیں، کافی حد تک اس وجہ سے لوگ ابھی تک اس کے ساتھ اپنے آپ کو ایڈجسٹ نہ کر سکے۔ البتہ اس سے پہلے جو نظام تھے، یہ اس سے بدرجہا بہتر ہے۔

پیغامِ تنظیم: سننے میں آیا ہے کہ آپ کے سپورٹر عبدالخالق نے مثال دے کر کہا ہے کہ جیسے نواب اکبر بگٹی، ڈیرہ بگٹی سے، بے نظیر بھٹو، گڑھی خدا بخش سندھ سے، اور عطا اللہ مینگل وڈھ سے نہیں ہار سکتے، بالکل اسی طرح سے خالق یا خالق کا حمایت یافتہ امیدوار حلقہ پندرہ سے نہیں ہار سکتا، جبکہ پہلے ہی ایک مرتبہ بھی امیدوار شکست کھا چکا ہے، کیا اس قسم کی سوچ ایک صحت مندانہ ذہنیت کی نشاندہی کرتا ہے، اور اگر اپنے آپ پر اتنا یقین ہے انھیں، تو پھر خود میدان میں کیونکر نہیں اتر آئے، اپنی رائے دیں۔

سید ابرار بختی: میری رائے یہ ہے کہ اس قسم کا ایک شوشہ چھوڑے جاتے ہیں، میرے خیال سے یہ ایک قسم کا شوشہ ہوگا۔ اگر کسی نے بھی اس قسم کی بیان سے کہ وہ اپنی ایک غیر صحت مندانہ ذہنی کیفیت کی نشاندہی کر رہا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ خالق نے یہ بیان نہ دیا ہو۔ یہ تو عوام پر منحصر ہے، وہ تو خالق ہزارہ کو بھی لا سکتے ہیں کسی دوسرے کو بھی لا سکتے ہیں۔

پیغامِ تنظیم: گزشتہ مرتبہ آپ کا سپورٹر عبدالخالق نائب ناظم زرغون ٹاؤن کی حیثیت سے اپنے حمایت یافتہ امیدواروں کی حمایت کر رہا تھا، اب وہ کس حیثیت سے کمپین چلا رہا ہے؟

سید ابرار بختی: فی الوقت وہ صرف بحیثیت ایک پارٹی کارکن ہمارے ساتھ کام کر رہے ہیں۔

پیغامِ تنظیم: اگر آپ ایچ ڈی پی کی نمائندگی کر رہے ہیں، تو کیوں کر آپ کیلئے ایچ ڈی پی کی بجائے، ایک پرائیویٹ مکان سے کمپین چلایا جا رہا ہے، کیا اسطرح کی کاروائی پارٹی کے نظم وضبط اور قاعدہ قواعد کی خلاف ورزی کے زمرے میں نہیں آتی؟

سید ابرار بختی: مختلف جماعتوں کے مختلف علاقوں میں دفاتر ہو سکتے ہیں۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ رات کو بہت دیر تک وہ بیٹھتے ہیں چونکہ پارٹی کا دفتر بہت چھوٹی جگہ ہے، یہاں پہ مثلاً گیس کا انتظام نہیں ہے، بہت سے لوگ آتے ہیں، اور مختلف قسم کے لوگ آتے ہیں، گھر کے نزدیک بھی ہے تو اس کا دفتر کے ساتھ کسی قسم کا تعلق نہیں ہے۔

پیغامِ تنظیم: عوام کو ایک شکایت یہ بھی ہے کہ سابقہ نمائندے بالکل اچھے معیاروں پر منتخب نہیں ہوئے تھے، اس لئے عوام کی توقعات پر پورا نہیں اترتے تھے، آپ کا کیا خیال ہے؟

سید ابرار بختی: عوام اس کا فیصلہ انتخابات کے دن پچیس اگست کو کرینگے۔ گزشتہ کی بات تو میں نے پہلے بھی ذکر کیا، جہاں تک چودہ کی بات ہے، وہاں کی صورتحال بہت ہی گھمبیر ہے۔ بہت ہی پژمردگی اور مایوسی کی فضا چھائی ہوئی ہے۔ وہاں پہ ایک قسم کی اجارہ داری اور مناپولی قائم تھی وہاں پہ، اگر میں چودہ حلقے میں نہ آتا تو وہاں کوئی سیاسی activity جو دوسرے حلقوں میں ہو رہی تھی، اور ہو رہی ہے وہ یہاں نہیں تھی۔

پیغامِ تنظیم: جہاں عوام کی ایک کثیر تعداد عبدالخالق کی کارکردگی سے غیر مطمئن ہیں، آپ نائب ناظم زرغون ٹاؤن کی کارکردگی کے بارے میں کیا کہتے ہیں جبکہ سینتیس ناظموں کے برابر ان کے اختیارات تھے؟

سید ابرار بختی: نائب ناظم زرغون ٹاؤن کی حیثیت سے عبدالخالق نے حتی المقدور جہاں تک اس کی استطاعت تھی میرے خیال سے انہوں نے خدمت کی ہے۔

پیغامِ تنظیم: ایک طرف سے یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ نائب ناظم زرغون ٹاؤن کی اپنی کوئی پالیسی نہیں تھی، وہ پشتو نخواہ کے ناظم قہار ودان کے اشاروں پر عمل کر رہے تھے، آپ کیا کہتے ہیں؟

سید ابرار بختی: یہ تو وہ کام جو انہوں نے کیا ہے۔ وہ جو مختلف قسم کی سرگرمیاں تھیں، وہ تو آپ لوگوں کے سامنے بھی ہوگی۔ آپ بہتر اندازہ لگا سکتے ہیں۔ جہاں تک میری رائے ہیں میں یہ نہیں سمجھتا۔

پیغامِ تنظیم: شنید میں آیا ہے کہ ہماری قوم کے اندر ناظمین، نائب ناظمین اور کونسلروں کے درمیان بھی کافی شخصی اور ذاتی نوعیت کے اختلافات اور چپقلش تا آخر موجود رہی، بحیثیت ایک ناظم کیا امیدوار کیا اس کے بارے میں کیا کہیں گے؟

سید ابرار بختی: بالکل شخصی قسم کے اختلافات ہر جگہ پر موجود ہوتا ہے۔ ذاتی مفادات ہوتے ہیں، اجتماعی مفادات ہوتے ہیں، ان کی بنیاد ان کے بل بوتے پہ اختلافات جنم لیتے ہیں تو اختلافات ہیں مجھے اس سے اتفاق ہے۔ بالکل۔ البتہ بہت حد تک یہ ناظم اور نائب ناظم کی ذمہ داری ہے کہ وہ ان کو کنٹرول کرنے کی کوشش کرے۔

پیغامِ تنظیم: ہماری قوم کے تمام ناظمین، نائب ناظمین اور کونسلران نے اوپر کی سطح پر بھی اپنی حیثیت منوانے کیلئے عبدالخالق کو اپنا ووٹ دے کر منتخب کیا، کامیابی کے بعد وہ تمام ناظمین، نائب ناظمین اور کونسلران ان سے سخت خائف تھے، ان کا کہنا ہے کہ اکثر جگہوں میں عبدالخالق کو ان کے خلاف بھی کام کرتے تھے، آپ کیا کہتے ہیں؟

سید ابرار بختی: بالکل اختلافات رہے ہونگے، البتہ جیسا میں نے پہلے کہا کہ اختلافات بہت حد تک لازمی بھی ہے، مختلف مخصوص مفادات بھی ہیں اس سلسلے میں، یہ جو تمام کا لفظ آپ نے استعمال کیا، اس سے مجھے اتفاق نہیں۔

پیغامِ تنظیم: قوم کے اندر اور بطور خاص نوجوانوں میں انتشار آخری حدوں کو پہنچ چکی ہے، آپ کے پاس اسے حل کرنے کیلئے کون سی تجاویز ہیں؟

سید ابرار بختی: نوجوانوں کے انتشار کو کم کرنے کیلئے جیسا کہ میں نے پہلے بھی ذکر کیا کہ سرپلس، سرپلس جو سائل یا روپے کی شکل میں، یا آسٹریلین ڈالر کی شکل میں، دوسرے ممالک میں اور دوسرے بر اعظموں کو جو ہزارہ گئے ہیں۔ جو اضافی پیسہ آیا ہے میرے خیال سے اس سے پروڈکٹیو یا تعمیری قسم کی سرمایہ کاری نہیں ہو رہی۔ بہت حد تک جو سماجی برائیاں ہیں وہ میرے خیال میں وہ اس سرپلس سرمایے کی وجہ سے ہیں۔ اس پیسے کی وجہ سے نمود و نمائش کے رجحان نے جنم لیا ہے۔ اور یہ اس کی پرورش کر رہی ہے۔ اس کے حل کیلئے ہمارے سرمایہ دار طبقہ کو چاہیئے کہ وہ غریب طلبا کی سرپرستی کرے، لائبریری کا قیام ہونا چاہیئے۔ انھیں اعلیٰ تعلیمی درسگاہوں میں بھیجے۔ مختلف قسم کی صحتمندانہ جو سرگرمیاں ہیں ان کو فروغ دینا چاہیئے۔

پیغامِ تنظیم: آپ کے خیال میں ہم اپنے معاشرتی اقدار کو کس طرح سے محفوظ کر سکتے ہیں، جبکہ ایک طرف سے میڈیا کے ذریعے معاشرے میں عجیب و غریب کلچر کو عام کرنے کیلئے انتھک کوششیں کر رہا ہے۔

سید ابرار بختی: اس کیلئے لازمی ہے کہ اس کے لئے ہمارے جو مدر ثقافت اور زبان کے سلسلے میں جو اختلافات ہیں۔ جو اس سلسلے میں سوچتے ہیں، انھیں چاہیئے کہ وہ اس سلسلے میں قدم اٹھائیں۔ چند نکات

پر کسی حد تک اتفاق کر لے کہ بنیادی طور پر ہماری ثقافت کیا ہے، اور ہمارے زبان کیا ہے۔ تا کہ آئندہ کیلئے پھر ایک لائحہ عمل طے کر سکے۔

پیغام تنظیم: کیا ہماری قوم کے اندر تمام تر پارٹیوں پر مشتمل ایک اتحاد قائم ہو سکتا ہے، اگر ہاں! تو کیسے اور کن بنیادوں پر، اس کی عملی صورت کیسے ممکن ہے؟

سید ابرار ژنی: میرے خیال سے یہ لازمی نہیں ہے، کسی قوم کی ترقی کیلئے لازمی نہیں ہے کہ وہاں پہ ایک ہی جماعت ہو۔ ایک ہی جماعت کا وجود ہو۔ ایک وحدانی قسم کا نظام ہو۔ اس میں ہمارے پاس اس قسم کا کوئی پریسیڈنٹ نہیں ہے کہ جہاں پہ ایک وحدانی نظام ہو وہاں پہ سب لوگ متفق ہو سکتے ہیں۔ جمہوریت کیلئے اختلاف رائے ضروری ہے جیسا کہ پہلے ہم نے ذکر کیا کہ آزادی تحریر و تقریر ہونی چاہیے۔ اختلاف رائے کی گنجائش ہونی چاہیے۔ تو ضروری نہیں ہے کہ تمام جو مختلف منتشر گروہ ہے وہ آ کے ایک ہی پلیٹ فارم پہ جمع ہو۔

پیغام تنظیم: گزشتہ برسوں میں ہماری قوم کو ناقابل جبران نقصانات اور سانحات سے دوچار ہونا پڑا، بحیثیت ایک امیدوار ناظم اور ایک روشنفکر کے آپ کا کیا رول رہا؟

سید ابرار ژنی: اس دوران میں ایچ ایس ایف کے جائنٹ سیکرٹری کے فرائض ادا کر رہا تھا۔ جس حد تک ممکن ہوا ہم لوگوں نے اس میں کام کیا، اس وقت ایچ ڈی پی کو وجود بھی نہیں تھا، جو مختلف اخباری بیانات جو تھے، اس میں جو قوم کی ترجمانی کرتا تھا، اس میں جس حد تک ممکن ہوا، اس میں، میں موجود تھا۔

پیغام تنظیم: کرنل محمد یونس چنگیزی اور میجر نادر علی خان کے درمیان اختلافات کے بارے میں آپ اپنا موقف اور نقطۂ نظر بیان کریں، جبکہ ایچ ڈی پی کی طرف سے دونوں کے خلاف ایک پمفلٹ بھی شائع ہوا ہے۔

سید ابرار ژنی: میرا اپنا ذاتی رائے نہیں ہے اس سلسلے میں، میں کسی کی تعریف و توصیف نہیں کرنا چاہتا۔ وہ عوام پہ واضح ہے عوام کو معلوم ہے کہ کس نے کیا کیا۔ کون غلط کون صحیح کا فیصلہ تو میرے خیال سے میں بحیثیت ایک فرد واحد کے نہیں کر سکتا۔ اس کے لئے لازمی ہے کہ حقائق کا مطالعہ کیا جائے۔

پیغام تنظیم: آپ کی طرف سے تو ان ڈائرکیٹ پمفلٹ دونوں کے خلاف تھا؟

سید ابرار ژنی: پمفلٹ، بالکل خلاف ہو سکتا ہے مگر اس سلسلے میں نہیں۔ جہاں تک آپ نے میجر نادر یا کرنل یونس کے خلاف شائع ہوئے ہیں، یہ میرے علم میں نہیں ہے۔

پیغام تنظیم: عام لوگوں اور ایک سیاسی جماعت کا کہنا ہے کہ میجر نادر علی آئندہ انتخابات میں اپنے لئے سیاسی مقام بنانے کی خاطر عوامی نمائندوں کے پراجیکٹس کو اپنے کھاتے میں ڈال رہا ہے، جبکہ بحیثیت ایک بیوروکریٹ کے ان کو یہ اختیار حاصل نہیں کہ وہ کوئی پروجیکٹ بنائے، آپ کی کیا رائے ہیں؟

سید ابرار ژنی: جہاں تک اگر عملیت پسندانہ نگاہ سے دیکھا جائے۔ ان کے جو کام تھے، اس کی تائید ہوئی، عوامی تائید ان کو حاصل رہی۔ تو میرے خیال سے ان کا اچھا کام تھا۔ ان کی تعریف ہونی چاہیے۔ البتہ جہاں تک انتخابات کا تعلق ہے اس سلسلے میں بھی وہ آزاد ہیں۔ یہ تو انکا جمہوری حق ہے، وہ بالکل آ سکتا ہے۔

پیغام تنظیم: آپ کی جماعت نے بلوچ برادری کی سیاسی جماعتوں کی حمایت میں اور ان سے اتحاد کیلئے بہت تگ و دو کرنے کی کوشش کی، لیکن پھر بھی ان کی طرف سے چارٹر آف ڈیمانڈ میں ہماری قوم کی لوکلٹی کو چیلنج کیا گیا، اس کی وجوہات کیا ہیں، اور آپ بحیثیت ممبر اور رکن ایچ ڈی پی کے کیا کہتے ہیں؟

سید ابرار ژنی: یہ میرے علم میں نہیں ہے کہ انہوں نے اپنی چارٹر آف ڈیمانڈ میں ہماری لوکلٹی کو چیلنج کیا ہو۔ ان کے چارٹر آف ڈیمانڈ مختلف تھے۔ یہ میرے علم میں نہیں ہے کہ یہ چار رجماعتی اتحاد کی طرف سے ہو۔ بالکل وہ وڈیرہ یسانی وغیرہ نے اپنے مفادات کے تحت وہ تو خود ایک غنڈہ ہے ایک عام آدمی ہے۔ جس کو اپنے رئیسانی قبیلے میں کسی کی حمایت حاصل نہیں ہے۔ صرف چند لوگوں کا ٹولہ ہے۔ وہ اخبار میں بیان دے سکتے ہیں اس سلسلے میں البتہ اس قسم کے بیانات کو میرے خیال میں کنسیڈر نہیں کرنا چاہیے۔ جہاں تک چار رجماعتی اتحاد کا تعلق ہے وہ مجموعی طور پر پورے بلوچستان کے جو مسائل ہیں وہ ان کے حل کیلئے جمع ہوئے ہیں۔ ان میں اس قسم کا اینٹی ہزارہ ایجنڈا مجھے نظر نہیں آ رہا۔

پیغام تنظیم: جب کوئٹہ میونسپل کمیٹی کے اندر آپ کے سپورٹر عبدالخالق کی طرف سے [ہمیں کالج نہیں، لب چاہیے] کا نعرہ لگا تو آپ کی طرف سے ایک قسم خاموشی کیونکر دیکھنے میں آئی؟ اب تو "لب" نہیں رہا، آپ کیا کہتے ہیں، کہ کیا واقعی ہماری قوم اور معاشرے کو [کالج نہیں، لب چاہیے]؟

سید ابرار ژنی: یہ ایک منفی پروپیگنڈا ہے جو مخالفین نے اس کو عوام میں چھوڑا ہے۔ کوئی معقول شخص جو اس عہدے پر ہو جو اس پروسس میں رہا ہو، وہ اس قسم کی بات نہیں کر سکتا۔ آپ ایک مخبوط الحواس شخص سے کم از کم میں یہ توقع نہیں کر سکتا کہ وہ یہ کہے کہ ہمیں کالج نہیں لب چاہیے۔

پیغام تنظیم: سیاسی حلقوں کا کہنا ہے کہ ایک بیوروکریٹ کو چاہیے کہ وہ عوامی نمائندے کی حیثیت کو اس لئے تسلیم کرے کہ وہ عوام کے ووٹوں سے منتخب ہوا ہے۔ اور اس کے ساتھ تعاون کرنا اس کا فرض بنتا ہے، نہ کہ اس کے ساتھ رقابت پر اتر آئے اور اس کو نظر انداز کرے جو عوامی مینڈیٹ کی توہین کے برابر ہے، آپ کیا کہتے ہیں۔

سید ابرار ژنی: بالکل طریقہ کار یہی رہا ہے کہ عوامی نمائندے ہی عوام کے سامنے جواب دہ ہیں، جبکہ بیوروکریٹس کو اپنا کام کرنا چاہیے۔ اس میں تو کوئی دو رائے نہیں ہیں۔

پیغام تنظیم: خارنار کے اندر خالی زمین پر جب مسئلہ اٹھا، تو آپ کے سپورٹر نے اس میں کیا کردار ادا کیا، لوگ تو کچھ اور کہتے ہیں؟ یہی کہ آپ عوامی رائے کے خلاف ذاتی طور پر ایک شخص کے ساتھ تھے، بظاہر آپ لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے کی کوششیں کر رہے تھے، آپ کیا کہتے ہیں؟

سید ابرار ژنی: اگر آپ میرا یہ بیان بھی اس میں شامل کرے تو اگر آپ نے بھی اینٹی خالق اور رینڈ کو ایشو بنایا ہے، خالصتاً بہت حد تک یہ کو ایشو اس لئے نہیں بنایا گیا ہے کہ میری کیا رائے ہیں اس میں تمام

اور ینٹیشن وہ خالق کے خلاف شوشے چھوڑے گئے ہیں تو اس کے خلاف میں کیا کہہ سکتا ہوں۔

پیغام تنظیم: آپ کے خیال میں عوام آپ کو کیونکر انتخاب کریں گے، یہ کہ باقی پینلز کے مقابلے میں آپ کے پاس کیا بہتر تجاویز اور پروجیکٹس ہیں؟

سید ابرار بلتی: یہ تو عوام پہ منحصر ہے۔ابھی ہمارے کارنر میٹنگز جاری ہیں، ہم عوام کے سامنے اپنے پروگرام رکھیں گے۔عوام ہمیں بھی جانتے ہیں، دوسرے امیدواروں کو بھی جانتے ہیں۔اب فیصلہ عوام پر ہے، عوام خود فیصلہ کریں گے۔

پیغام تنظیم: ہمیں اپنے منشور کے چار یا پانچ اہم نکات بتائیے کہ جن کی بنیاد پر آپ عوام کو کنونس کرنے کی کوششیں کر رہے ہیں؟

سید ابرار بلتی: کون سے منشور کی بات کر رہے ہیں آپ، ابھی جو باتیں میں نے کی ہے یہ ہمارے منشور ہی میں آتی ہے۔

پیغام تنظیم: ہماری کمیونٹی میں قبائلی (طائفگی) سیاست کا بھی اچھا خاصا عمل دخل ہے، آپ اپنی سیاست میں اسے کونسا مقام دیتے ہیں؟

سید ابرار بلتی: دیکھیے۔طائفگی سیاست اس کو تو جو بھی لوگ ہیں اس کو مانتے ہیں کہ یہ ایک مضر چیز ہے۔اس میں قابلیت اور استعداد کو نہیں دیکھا جاتا۔اس میں یہ دیکھا جاتا ہے کہ آپ کس کے بیٹے ہو، آپ کس طائفے یا کس نسل سے یا پیچھے کس خاندان سے تعلق رکھتے ہو، ایک علاقے میں بھی طائفے یا لوگ ہوتے ہیں، ایک عوامی نمائندہ یا کونسلر وہ تو سب کا نمائندہ ہوتا ہے۔

پیغام تنظیم: عملی طور پر تو آپ کی پارٹی بھی تمام تر طائفوں کے آستانوں پر بلاناغہ حاضری کو ناغہ نہیں کرتے، آپ کیا کہتے ہیں؟

سید ابرار بلتی: عملی شکل میں یہ پھر اسی طرف آگیا کہ خالق پیٹشن یا ایچ ڈی پی پیٹشن یہ اسی لوگوں کا ایک سوال ہے۔ہم جو کمپیننگ چلا رہے ہیں وہ عوام کی نظروں کے سامنے ہیں کہ ہم کس خطوط پہ کام کر رہے ہیں۔

پیغام تنظیم: دوسرے ناظم امیدواروں کی طرح آپ کے بارے میں بھی کہا جا رہا ہے کہ آپ طائفہ پرستی کرتے ہوئے اپنی تمام کمپین کیلئے کمیٹی میں صرف اپنے طائفے کے افراد کو نمائندگی دی ہے، کیا یہ ہمارے قومی وجود کیلئے خطرناک عمل نہیں؟

سید ابرار بلتی: کب یہ کمیٹی فارم ہوئی ہے؟ ہم ایک جماعتی سوچ کے حامل لوگ ہیں۔میں نے شروع میں بھی بات کی۔اور ہماری جماعت کی طرف سے جتنے بھی کام ہو رہا ہے وہ ہمارے ارکان ہی کر رہے ہیں۔

پیغام تنظیم: آپ کے جماعت کی طرف سے ایک غیر مسلم اقلیت کو حلقہ پندرہ سے نمائندگی کیلئے نامزد اور تجویز کیا گیا ہے۔جو ہمارے قومی وجود کیلئے بہت ہی خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔مجموعی طور پر جہاں 67 اقلیتی نشستیں ہیں، کامیابی کی صورت میں تو ہماری پوری قوم کی تعداد اس کے برابر نہیں آسکتی، اس بارے میں آپ کیا کہیں گے؟

سید ابرار بلتی: بظاہر تو جو نام الیکشن کمیشن کے لسٹ میں شامل ہے، آپ اُسے چیلنج نہیں کر سکتے۔اور آپ کے پاس کیا ثبوت ہے کہ اُسے ہمارے جماعت کے ہی رکن نے درج کیا ہے؟

پیغام تنظیم: ہم وہ لسٹ دیکھ کر آرہے ہیں جس میں آپ کی جماعت کے نائب ناظم حلقہ پندرہ حامد علی ہزارہ ولد جان علی نے ان کو تجویز کیا ہے، کیا کہیں گے؟

سید ابرار بلتی: یہ تو آپ کہہ رہے ہیں، اگر مجھے لسٹ دکھا دے، تو میں پھر کچھ کہہ سکوں گا، البتہ مجھے اس کے بارے میں کچھ بھی معلوم نہیں۔

پیغام تنظیم: آپ نے اپنے کونسلروں کا انتخاب کس معیار پر کیا ہے، اور ان کے نام بتائیے، کیا آپ نے اپنے کونسلران کا انتخاب خود کیا ہے یا کسی اور نے۔

سید ابرار بلتی: یہ ایک حقیقت ہے کہ ہمارے کونسلرز بے داغ ماضی کے مالک ہیں۔ہمارے کونسلرز کو جو ہیں ہم نے مختلف محلوں سے منتخب کیا ہے، ان کے نام محمد عیسیٰ ہے، علی محمد، حاجی رمضان علی، سید محمد علی ہاشمی، حاجی سکندر صاحب، اس کے علاوہ خواتین کونسلرز ہمارے دو رہیں۔

پیغام تنظیم: ہماری دعا ہے کہ اللہ آپ کو آپ کے نیک ارادوں میں کامیاب کرے، کامیابی کی صورت میں سب سے زیادہ توجہ کس شعبے پر دیں گے؟

سید ابرار بلتی: سکول ہم نے بہت تعمیر کیے مگر عوام یا ہمارے نوجوانوں کی ذہنی بالیدگی کیلئے ہم کوشش کرینگے، ہم تعلیم کو زیادہ فوکس کرینگے۔

پیغام تنظیم: قارئین اور عوام کیلئے کوئی خاص پیغام۔

سید ابرار بلتی: پیغام میرا یہی ہے کہ اب وقت آگیا ہے کہ عوام طائفگی کے حصار کو توڑ کے خالصتاً قابلیت کی بنیاد پر اپنا ووٹ استعمال کریں۔انھیں غیر متعصبانہ سوچ اختیار کرنا چاہیے۔عوام کو یہ دیکھنا چاہیے کہ جس نمائندے کو ہم منتخب کر رہے ہیں وہ کس قدر راہل ہے، وہ کس قدر پوٹینشل رکھتے ہیں۔یہ نہ دیکھے کہ اس کا تعلق کس طائفے یا جماعت سے ہیں۔

پیغام تنظیم: سید ابرار حسین صاحب آپ کا شکریہ کہ آپ نے ہمیں گفتگو کرنے کا موقع فراہم کیا۔اس سلسلے میں پیغام تنظیم کی اس کوشش کو کس طرح سے دیکھتے ہیں؟

سید ابرار حسین: یہ ایک بہت ہی اچھا قدم ہے۔اسے appreciate ہونی چاہیے۔

پیغام تنظیم جناب سید ابرار حسین بلتی کا بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہے، کہ انہوں نے اپنے خیالات ہمارے قارئین کے ساتھ شیئر کیے۔اگر آپ بھی اپنے طور پر عوامی نمائندوں سے یا پیغام تنظیم سے کسی قسم کے سوال کا جواب پوچھنا چاہتے ہو، تو براہ راست ہمیں لکھ کر بھیجیں، ہم آپ کے سوالات کے جوابات ضرور شامل اشاعت کریں گے۔ (ادارہ)